

مسیح اور اُس کے سُننے والے

نمبر 3410

ایک خطبہ

بمطابق جمعرات، 11 جون 1914

ایوانِ عبادتِ مرکزی، نیوٹنگٹن

واعظ: سی۔ ایچ۔ سپرجن

اور سب محصول لینے والے اور گنہگار اُس کے پاس نزدیک آئے تاکہ اُس کو سُنیں۔ اور فریسی اور فقہاء بُڑبڑاتے ہوئے کہنے "لگے کہ یہ آدمی گنہگاروں کو قبول کرتا ہے اور اُن کے ساتھ کھاتا ہے۔"
لُوقا 2:15-2

خود راستبینی ہمیشہ دوسروں کو ملامت کرنے اور اپنے آپ کو سفید کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ وہ جماعت جو مسیح کے منادی میں سب سے قریب کھڑی تھی، دو قسم کے لوگوں پر مشتمل تھی—یعنی محصول لینے والے اور ظاہر گنہگار۔ فریسی جب ان دونوں جماعتوں کا ذکر کرتا، تو انہیں ایک ہی نام سے پکارتا اور سب کو ایک ہی صف میں ڈال کر "گنہگار" کہہ دیتا۔

اگرچہ محصول لینے والے اکثر یہود کی نچلی ترین طبقے سے لئے جاتے تھے، اور محصول لینے کا پیشہ جو کبھی بھی محبوب نہ تھا، اُن کے معاملے میں خاص طور پر ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا، تو بھی ہمیں کوئی وجہ نہیں کہ یقین کریں کہ سب محصول لینے والے لازمی طور پر بدکار، حرام کار، یا بے ایمان تھے۔ اُن یہودی محصول لینے والوں میں نیک اور بد دونوں پائے جاتے تھے، جیسے باقی تمام بنی آدم کے طبقوں میں۔ لیکن چونکہ انہیں کمتر طبقہ سمجھا جاتا تھا، اس لیے فریسی سب کو "گنہگار" کہہ کر موسوم کرتا۔

یہ ایک عام عادت ہے، میرا خوف ہے، اُن کے ساتھ جو اپنے گناہ کو کبھی محسوس نہیں کرتے—کہ وہ ہمیشہ دوسرے لوگوں کے لیے بُرے سے بُرا لقب استعمال کرتے ہیں اور اُن کی شخصیت پر ممکن حد تک سیاہ رنگ چڑھاتے ہیں۔ کاش ہم نے اس کے بالکل برعکس کرنا سیکھا ہوتا—یعنی اپنے ہم جنسوں میں زیادہ سے زیادہ بھلائی تلاش کرنے کی کوشش، جو مسیح کے مانند زیادہ ہے—جائے اس کے کہ ہم سب کو یک قلم ملامت کریں اور چند کی خطا کو پوری جماعت پر تھوپ دیں۔ رُوحُ القدس یہاں "محصول لینے والے اور گنہگار" کہتا ہے، لیکن فریسی کے اندر کا بُرا روح انہیں سب کو "گنہگار" کہہ دیتا ہے۔ آئیے ہم خُدا کے رُوح کی مانند چلیں، نہ کہ غرور کی روح کی مانند۔

میں نے کہا کہ خود راستبینی اپنے آپ کو سفید کرنے کی کوشش کرتی ہے، کیونکہ جب فریسی یہ بُڑبڑاتے تھے کہ مسیح گنہگاروں کو قبول کرتا ہے، تو کیا وہ یہ جتنا نہیں چاہتے تھے کہ چونکہ وہ اُن کو قبول کرتا ہے، اس لیے وہ لوگ یقیناً گنہگار ہیں—مگر ہم نہیں؟ نہیں، وہ شرمندہ نہ ہوتے بلکہ اپنی خود راستبینی میں دیانت دار ہی رہتے؛ شاید ہم سے بھی زیادہ صاف گو۔ وہ بے جھجک کہہ سکتے تھے، "ہم نے خُدا کا شکر کیا ہے کہ ہم نہ محصول لینے والے ہیں اور نہ گنہگار۔" وہ اپنے آپ کو شریعت توڑنے والوں یا قصورواروں کے طبقے میں نہ گنتے تھے۔ وہ اپنے خیال میں مقدس، الگ کئے ہوئے، ایک خاص امت تھے، جو نیک اعمال میں سرگرم تھے—اپنے معیار کے مطابق، اگرچہ خُدا کے نزدیک نہیں۔

ہائے! کس قدر آسان ہے اپنے آپ کو اس سے بہتر دکھانا جتنا ہم حقیقت میں ہیں! ہم گناہ سے بھرے ہوئے ہیں، ہماری فطرت فریب دہ اور خبیث ہے، پھر بھی ہم روحانی کاروبار کا ایسا گوشوارہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں جو نفع بخش دکھائی دے۔ جو چیز اندر سے گل سڑ چکی ہے اُسے ہم صحیح اور سالم ظاہر کرتے ہیں، اور جو ناقبول ہے اُسے ہم مقبول جتاتے ہیں۔ کاش ہم اپنے آپ کو ویسا ہی دیکھ پاتے جیسا خُدا ہمیں دیکھتا ہے! تو ہم کبھی پھر مسیح کے باہر اپنے آپ کے بارے میں ایک بھی نیک خیال نہ کرتے، بلکہ خاک و راکھ میں اپنے آپ سے نفرت کرتے، اور اُس کی راستبازی کو اوڑھ لیتے، اُس کے خون کے سُرخ چشمے میں غوطہ کھاتے، اور کبھی بھی مقبولیت کی امید نہ رکھتے سوائے "محبوب" میں۔

خُدا ہمیں فضل دے کہ خود راستبینی کے ادنیٰ چھونے سے بھی بچیں، کیونکہ یہ شر ہے، سراسر شر، اور مسلسل شر۔ ہم ہمیشہ محصول لینے والے کی مانند فروتن رہیں، جو دور کھڑا ہوا، آسمان کی طرف آنکھ اٹھانے کی جُرأت نہ کرتا، نہ کہ فریسی کی مانند، جس کی تمام دعا اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھنے کی خود ستائشی پر مشتمل تھی۔

پس چونکہ ہم نے فریسیوں، محصول لینے والوں اور گنہگاروں کو تمہارے سامنے پیش کر دیا، اب آؤ ہم خود متن پر آئیں، اور دیکھیں کہ یہ محصول لینے والے اور گنہگار کس طرح مسیح کی خدمت کی طرف کھنچے آئے۔ پہلا سوال یہ ہے—کیا چیز انہیں کھینچ لائی؟ پھر دوسرا—انجیل میں کون سی بات ہمیں کھینچنی چاہئے؟ اور تیسرا—جب وہ کھنچ کر آئے تو اُس کا کیا نتیجہ نکلا، اور جب ہم انجیل کی طرف کھنچے آئے ہیں تو اُس کا کیا پھل ہوتا ہے؟

اَوّل تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب مسیح نے منادی کی، تو اُس کے گرد ایسے لوگ جمع ہو گئے جن کی چال ڈھال ڈھیلی تھی، اور کچھ نچلے پیشے کے لوگ، جو اُس کے پاس سُننے کو دبائے آتے تھے۔

I

مسیح کے سننے والے کیوں آئے؟ :

وہ حقیقی سننے والے تھے—یقیناً ایک سچی اور اصلی جماعت۔ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ اُن بھیڑوں کی مانند نہ تھے جو مسیح کے پیچھے پہاڑ پر چڑھ گئے تھے، نہ اس لیے کہ اُس کو سنیں، بلکہ اس لیے کہ روٹی اور مچھلی کھائیں۔ یہ محصول لینے والے اور گنہگار روٹی اور مچھلی کے طالب نہ تھے۔ وہ اُن میں سے نہ تھے جو بعض قصبوں میں بوڑھے لوگ صرف اس لیے کلیسیا جاتے ہیں کہ اتوار کی صبح روٹی کا ٹکڑا پائیں۔ نہیں، وہ تو سچے، حقیقی، سنجیدہ اور دیانت دار سننے والے تھے، جو سچ مچ سننے کے لیے آتے تھے، اور اُس کے گرد جمع ہو کر اُس کی بات پر کان دھرتے تھے۔ لیکن کیوں؟

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کیوں نہیں۔ اُنہیں مسیح کی طرف کسی ظاہری رسم و رواج نے نہ کھینچا تھا، نہ اُس کے لباس میں کسی طرح کے کہانت یا چمک دمک کے دکھاوے نے۔ کہا جاتا ہے کہ محنت کش طبقے عبادت گاہوں میں اس لیے نہیں آتے کہ ہم سفید، نیلا، سبز، ارغوانی یا جانے اور کون کون سے رنگ نہ پہنتے—یعنی مختصر یہ کہ ہم اپنے آپ کو مضحکہ خیز نہیں بناتے۔ کہا جاتا ہے کہ لوگ اس لیے ہمیں سننے نہیں آتے، لیکن ہمارے خُداوند یسوع مسیح نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی کہانت کا لباس نہ پہنا۔ اُس کا عام پوشاک وہی تھا جو مشرق میں رائج تھا—”اوپر سے بُنا ہوا بغیر سیون کا لباس“—اور اُس کے لباس میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو اُسے دوسروں سے ممتاز کرے۔ بچی بپتسمہ دینے والے نے ضرور نیبوں کا کھردرا اونٹ کے بالوں کا لبادہ پہنا، اور بعض نے ایسے ہی کھردرے لباس سے لوگوں کو دھوکا دیا، لیکن مسیح بالکل انسانوں میں سے ایک انسان تھا۔

میری جُرأت ہے کہ کہوں کہ اگر کوئی اور کہانت کا اہلکار تھا تو یسوع مسیح نہ تھا، اور اگر کوئی اور ایک علیحدہ کابن طبقے کا فرد تھا تو وہ نہ تھا۔ وہ بس ایک عام انسان کی مانند تھا۔ وہ جیسے لوگ کھاتے تھے ویسے ہی کھاتا، جیسے وہ پیتے تھے ویسے ہی پیتا۔ اُس نے نجاری کی دکان میں دوسرے بڑھٹیوں کی مانند محنت کی، اور جب وہ مجمع سے بات کرتا، تو عوام کی مانند بات کرتا۔ اُس کی سلطنت لباس سے نہ آتی تھی۔ اُسے وقار پانے کے لیے کوئی حجرہ مخصوص میں جا کر پوشاک پہننے کی ضرورت نہ تھی۔ اُس کا وقار اُس کی ذات میں، اُس کی رُوح میں، اور اُس رُوح کی معموری میں تھا، اور لوگوں کو اُس کی طرف کھینچنے والی چیز یقیناً کوئی ظاہری بات نہ تھی، نہ کسی درزی کی دوکان کا کمال، بلکہ اس سے بہت بڑھ کر کوئی اور بات تھی۔

پھر، محصول لینے والے اور گنہگار مسیح کے پاس اس لیے بھی نہ آئے کہ اُس کی عالمانہ موشگافیوں کو سنیں۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ اگر لندن کا محنت کش طبقہ عبادت گاہوں میں لانا ہے تو ہمیں اُن کے ساتھ مناظرے کرنے ہوں گے، اُنہیں خُدا کے وجود، مسیح کی الوہیت، بائبل کی صداقت اور اس قسم کی باتیں ثابت کرنی ہوں گی، کیونکہ وہ محض ہمارے وثوق بیان سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے، لیکن میں اُسے اتنا ہی غلط سمجھتا ہوں جتنا وہ لوگ بے ادب ہیں جو یہ بات کہتے ہیں۔ میں نے اپنے نجات دہندہ کو کبھی یہ کوشش کرتے نہ پایا کہ وہ خُدا کے وجود کو ثابت کرے۔

میں نے اُسے کبھی یہ دیکھا نہیں کہ وہ کھڑا ہو کر بار بار معذرت خواہی کرے، بلکہ اُس کا انداز خطاب بلند ترین معنوں میں—اور میں مانتا ہوں کہ وہ درجے میں ہم سب سے کہیں بلند ہے—سراسر قاطع اور حاکمانہ تھا: ”یقیناً، یقیناً، میں تم سے کہتا ہوں۔“ یہی اُس کا استدلال تھا۔ ”میں وہی بیان کرتا ہوں جو جانتا ہوں اور جو میں نے باپ سے دیکھا ہے۔“ اور وہ سچائی کی گواہی پوری، قطعی اور بلا شک و شبہ دیتا تھا۔

سچ ہے کہ اُس کے پاس صدوقیوں کے لیے جواب تھا، مگر وہ مختصر، کاٹ دار اور فیصلہ کن ہوتا، اور وہ اپنی انجیل کی منادی کی طرف بڑھ جاتا—جو بظاہر اُس کی خوشی اور اُس کی خاص قوت تھی۔ نہیں، اگر محصول لینے والے اور گنہگار مسیح کے پاس آتے تھے تو وہ نہ تو اُس کے ذہنی کمالات سے حیران ہونے آتے تھے، نہ مناظروں میں اُس کی حکمت کے نادر اسلوب کو دیکھ کر مرعوب ہونے، بلکہ کسی اور ہی سبب سے آتے تھے۔

پھر، اگر وہ یسوع مسیح کے پاس آئے، تو یقیناً وہ اس لیے نہ آئے کہ اُس کی تعلیمات نرم اور خوشنما کی گئیں تھیں۔ وہ ایسا نہ تھا کہ گناہ کو معاف کرے، یا اُسے انسانی فطرت کی ایک کمزوری جتلا کر ہلکا بنا دے۔ نہیں، اُس نے گناہ کو نہایت تیز اور جاننے والے الفاظ میں ملامت کی۔ وہ اس لیے نہ آئے کہ اُس نے گناہ کی سزا کے بارے میں خوش نما اور نرم باتیں کہیں، نہیں، اے میرے بھائیو، جتنے واعظ دنیا میں کبھی ہوئے، اُن میں سے کوئی بھی خُدا کے غضب کو اتنے ہولناک لفظوں میں بیان نہ کر

سکا جتنا خود یسوع مسیح نے کیا۔ اگرچہ وہ شفقت اور محبت سے معمور تھا، تو بھی تم اُسے سنتے ہو کہ وہ اُس کیڑے کا ذکر کرتا ہے جو کبھی نہیں مرتا، اور اُس آگ کا جو کبھی نہیں بجھے گی۔

وہ انسانوں کی جانوں سے اس قدر محبت رکھتا تھا کہ انہیں یہ نہ سوچنے دیتا کہ گناہ کوئی معمولی بات ہے۔ وہ اُن سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ انہیں ابدی ہلاکت کے خطرے میں بغیر خبردار کیے نہ جانے دیتا، بلکہ نہایت صاف الفاظ میں انہیں آگاہ کرتا۔ نہیں، اگر کوئی یسوع کے پاؤں میں بیٹھ کر اُس سے سیکھتا تھا، تو یہ اس لیے نہ تھا کہ اُس کا ضمیر بے آرامی سے آزاد رہتا اور وہ گانے بجانے کی مٹھاس سے مہلک نیند میں بہلایا جاتا۔ اُس کے رُوح کو جھنجھوڑ دینے والے کلمات اکثر اُن کے ضمیر کے اندر تک تیر کی مانند پیوست ہو جاتے تھے۔ پس وہ اس لیے نہ آتے تھے کہ وہ خوش گفتاری سے لوگوں کو محفوظ کرے اور انہیں گناہ میں سلا دے۔

مزید یہ کہ اگر محصول لینے والے اور گنہگار ہجوم کی صورت میں مسیح کو سنتے تھے، تو یہ اُس کے زور دار اشاروں یا بلند بانگ تقریروں کی وجہ سے نہ تھا۔ وہ ایسا واعظ نہ تھا جو پاؤں پٹختا ہو۔ "وہ جھگڑا نہ کرے گا اور نہ شور مچائے گا اور اُس کی آواز گلیوں میں کوئی نہ سنے گا۔" "ٹوٹے ہوئے سرکنڈے کو وہ نہ توڑے گا اور دھواں دیتے فتائل کو نہ بجھائے گا۔" وہ اپنا منہ کھول کر کلام کرتا اور بے مثال فصاحت کے ساتھ کلام کرتا، کیونکہ "کبھی کسی انسان نے اُس کی مانند کلام نہ کیا۔" مگر یہ سب سادہ اور صاف تھا۔

اُس میں منطق کی تراکیب یا خطابت کے نمونے دکھائی نہ دیتے۔ وہ کبھی ایسا نہ کرتا کہ جذبات کو ابھارنے کے لیے عقل کو نظر انداز کرے، یا لوگوں کے جذبات کو ایسے بھڑکانے جیسے وہ صرف بچے ہوں جنہیں ڈرایا یا بہلایا جا سکتا ہو۔ وہ اُن سے انسانوں کی مانند کلام کرتا، اُن کی ساری ہستی کو مخاطب کرتا، اور جو حق اُس کے لبوں سے نکلتا وہ دل کی گہرائیوں کو چھو لینے والے درد سے لبریز ہوتا، مگر پھر بھی نرم اور پُرسکون، اور اُس کا کلام شبہ کی مانند ٹپکتا اور بارش کی مانند برس پڑتا۔ پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ محض اشاروں کی قوت سے جماعت جیتی جا سکتی ہے—مسیح نے ایسا نہ کیا۔

پھر آخر کیا تھا جو اُن لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لایا؟ وہ عام طور پر وعظ سننے والے نہ تھے۔ ذرا اُس شخص کو دیکھو جو اپنی دوات لیے کھڑا ہے—وہ فوراً اُس یہودی کو ڈھونڈ نکالے گا جس نے قیصر کو محصول دینا بہلا دیا ہے، مگر وہ الہی مباحثوں میں شریک ہونے والا آدمی نہیں۔ اُس بدنام چہرے والے کو دیکھو—مجھے یقین ہے کہ یہی وہ شخص ہے جو پچھلے فسخ پر مقدمے سے محض ایک مشکوک نکتے پر اپنی جان بچا کر نکلا۔ اور وہ عورت—ہاں، اُس کے کردار پر کوئی پردہ نہیں؛ تم اُسے جانتے ہو اور جانتے ہو کہ وہ کیا ہے۔

دیکھتے ہو وہ سب وہاں بیٹھے ہیں؟ وہ محض کانوں سے نہیں بلکہ آنکھوں اور منہ سے بھی پتے جاتے ہیں ہر لفظ جو یہ مرد اُن سے کہہ رہا ہے—کھوئی ہوئی بھیڑ اور گمراہ بیٹے کی بابت۔ یہ کون سی طاقت ہے جو انہیں مسحور کیے رکھتی ہے؟ یہ سونے کی زنجیریں کیا ہیں جو اُس کے لبوں سے نکلتی ہیں اور اُن کے کانوں کو جکڑ لیتی ہیں؟ کیا بھید ہے یہ؟

میرا خیال ہے اس کا ایک حصہ یہ تھا کہ وہ نہایت سنجیدہ اور پُر عزم انسان تھا۔ جیسے ہی وہ اُس کی طرف دیکھتے، محسوس کرتے کہ یہ سچا انسان ہے۔ فریسی آداب کے سانچے میں جمی ہوئی خشکی اور بناوٹ سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ لوگ، اگرچہ بدکار تھے، مگر اتنے سادہ تھے کہ فقہاء اور فریسیوں پر یقین نہ کرتے، اس لیے اپنے ٹھکانوں کو لوٹ جاتے اور اُن کی تعلیم کی پروا نہ کرتے۔ لیکن آدھی نظر میں بھی وہ دیکھ لیتے کہ یہاں ایک ایسا شخص کھڑا ہے جو بناوٹ سے پاک، مخلص اور پُر جوش ہے، اور جو ایسی بات بیان کر رہا ہے جس پر وہ خود ایمان رکھتا ہے، اور پوری قوت اور طاقت سے بیان کرتا ہے کیونکہ وہ بات اُس کے دل کی گہرائی میں رچی بسی ہے۔

آہ! ایسا پُر جوش واعظ کبھی نہ ہوا جیسا آقا تھا! اُس کے پاس کوئی بے فائدہ لفظ نہ تھا جس کا حساب دینا پڑے، کوئی ایسی بات نہ تھی جو اثر سے خالی ہو کیونکہ وہ دل سے نہ نکلی ہو۔ اُس کا ہر کلام سیدھا مقصد پر لگتا اور اُس کے دل کی گہرائیوں سے اُٹھتا۔ یہ بات لوگوں کو اُس کی طرف کھینچتی۔ اور وہ اس لیے بھی آتے کہ وہ دیانت داری سے اُن کے ضمیروں کو چھوتا تھا۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ اگرچہ غیر انجیلی تعلیمات مناظروں میں کبھی وقتی جیت کا تاثر دیں، مگر نتیجہ ہمیشہ پرانے انجیلی حقائق کی فتح ہی ہوتا ہے۔ غلط تعلیم پر مبنی کوئی کلیسیا یا جماعت دیر پا کامیابی سے قائم نہیں رہ سکتی۔ جہاگ چمکتی ضرور ہے مگر جلد ہی بیٹھ جاتی ہے۔ آخر کار، سب سے بدترین لوگ بھی ایسے واعظ کو سننا پسند کرتے ہیں جو اُن کے ضمیر پر کاری ضرب لگائے، جو انہیں وہی بتائے جو وہ اپنے دل کی تہ میں سچ جانتے ہیں—اور چونکہ یسوع مسیح نے کبھی اس سے پہلو تہی نہ کی بلکہ انہیں سیدھی بات کہی، لوگ اُس کے گرد خوشی سے جمع ہوتے اور اُس کا کلام سنتے۔

مزید یہ کہ، اور میرا یقین ہے کہ یہی سب سے بڑی کشش تھی، وہ جانتے تھے کہ وہ اُن سے نہایت محبت رکھتا ہے۔ وہ یہ سچائی صرف فلسفیانہ غور و فکر کے لیے نہ سناتا تھا، نہ محض اس لیے کہ اُس کی تعلیم دینے میں خوشی ہوتی تھی، بلکہ اس لیے کہ وہ چاہتا تھا کہ یہ سچائی انہیں اُٹھائے، برکت دے، تسلی دے، بچائے، اور خوش کرے۔

فریسی اگر کبھی کسی محصول لینے والے یا گنہگار سے بات کرتا تو فاصلے سے، اپنی پوشاک سمیٹ کر، اس ڈر سے کہ کہیں ناپاکی نہ لگ جائے، اور گنہگار کو نیچے دیکھتا جیسے استاد شاگرد سے بہت برتر ہو۔ لیکن مسیح اُن کے بیچ میں آیا، اُن ہی میں کا ایک بن گیا، اور ایسا لگتا جیسے وہ اُن کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہے اگر بس انہیں گناہوں سے چھڑا سکے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ سچ ہے، اور یہی وہ زبردست کشش تھی جو انہیں تھامے رکھتی، یہاں تک کہ اُس کی آواز بند ہو جاتی، اور پھر بھی وہ محبت بھرے لہجے کی گونج کو کئی دنوں تک دل میں لیے پھرتے۔

اس کے سوا، میرا یقین ہے کہ اُس کی منادی کا ایک اور کمال یہ تھا کہ اُس کی تعلیم ہمیشہ اُن کے لیے اُمید افزا ہوتی۔ جب وہ کہتا، "وائے تم پر، اے فریسیو اور فقہاؤ!" تو تھکے ماندوں اور بوجھ تلے دیے ہوئے لوگوں کے لیے محبت بھری باتیں رکھتا۔ جب وہ خود راستبینی کو ملامت کرتا تو پلٹ کر کہتا، "میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لیے بلانے آیا ہوں۔" اگر کبھی اُس کے ماتھے پر تیوری آتی تو وہ ریاکار اور مغرور کے لیے ہوتی، لیکن گنہگاروں کے لیے اُس کی آنکھوں میں آنسو ہوتے، تائبوں کے لیے محبت بھری دعوتیں ہوتیں۔ اچھے طبیب کی مانند وہ روحانی بیماروں کو ڈھونڈتا اور انہیں شفا دینے کی کوشش کرتا۔ یہی بھی ایک سبب تھا جو انہیں مسیح کی طرف کھینچتا تھا۔

پس، اے میرے عزیز سننے والو، میرا یقین ہے کہ اگر تم اپنے کردار مجھے بتاؤ، تو میں بتا سکتا ہوں کہ اگر یسوع مسیح آج یہاں ہوتا تو تم اُسے مسلسل سننے آتے یا نہیں۔ اگر تم اپنے آپ کو نہایت نیک، بے خطا، دوسروں سے برتر اور اپنے وقار اور اہمیت کے شعور میں مستغرق سمجھتے ہو، تو میرا یقین ہے کہ تم مسیح پر بڑبڑاتے اور ہرگز اُس کے قریب آنے والوں میں نہ ہوتے۔ لیکن اگر تم اپنے قصور کے قائل ہو، اگر اقرار کرتے ہو کہ تم نے خُدا کی شریعت توڑی ہے، اگر معافی کے مشتاق ہو، یا اگر جانتے ہو کہ تم معاف ہو مگر پھر بھی روزانہ دھلنے، سنبھالے جانے اور محبت سے نمٹنے کی ضرورت رکھتے ہو—اُہ! تو تم وہی لوگ ہو جو اُس منادی کے شہزادے کے گرد ایک محافظ کی مانند حلقہ باندھ لیتے، کیونکہ جس طرح بارش کٹی گھاس پر برسے کے لیے مقرر ہے، اُسی طرح اُس کی تعلیم تمہارے لیے تھی، اور تم اور نجات دہندہ یقیناً ایک دوسرے کے قریب اور صحیح تعلق میں کھڑے ہوتے۔

—مگر ہم زیادہ نہیں ٹھہر سکتے، اور اب دوسرے نکتے کی طرف بڑھنا ہوگا

II

مسیح کی انجیل میں کیا ایسی بات ہے جو ہم میں سے بعض کو اپنی طرف نہیں کھینچتی، مگر کھینچنی چاہئے؟ :

مختصراً، انجیل میں ایک ایسی کشش ہے جو میری جان کو اپنی طرف مائل کرتی ہے، اور میں اوروں کی طرف سے بھی کہتا ہوں۔ جب سے ہم نے گناہ کے سبب خدا سے عداوت کی، اُس کا خیال ہمارے لئے بیبت انگیز ہو گیا، اور ہم اُس سے ڈرنے لگے۔ لیکن یسوع مسیح خدا ہے، اور اُس نے ہماری انسانیت کو اپنے اوپر اُٹھا لیا ہے، اور اب وہ ہمیں فرماتا ہے کہ ہم اُس کے وسیلہ سے خدا کے پاس آ سکتے ہیں—بلکہ درحقیقت، جب ہم نے اُسے دیکھا تو باپ کو دیکھا۔ اب، جبکہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کے ساتھ ایک ہو جاؤں، مگر اُس کے حضور آنے کا خیال ہی لرزہ طاری کرتا ہے، میری جان مسیح کی طرف شدید محبت سے جل اُٹھتی ہے، اور جب میں دیکھتا ہوں کہ میں اُس کے وسیلہ سے کس قدر محفوظ اور شیریں طور پر خدا کے پاس آ سکتا ہوں، یہی مجھے اپنی طرف کھینچتا ہے۔

پھر، جب سے ہم کو گناہ کا شعور ہوا، گناہ ہم پر بھاری بوجھ بن گیا۔ ہم نے خدا کے خلاف خطا کی ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ ایسا ہوا ہے۔ اے کاش یہ قصور مٹا دیا جائے! اور دیکھو، یسوع مسیح آ کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ بغیر عدالت کی حق تلفی کئے، خدا ہمارے تمام گناہوں کو ایسے دور کر سکتا ہے گویا وہ کبھی ہوئے ہی نہ تھے۔ انجیل ہمیں بتاتی ہے کہ مسیح ہمارا قائم مقام بن گیا، کہ وہ اُن سب کی جگہ سزا پایا جو اُس پر ایمان لاتے ہیں، تاکہ شریعت پوری ہو، عدالت تسلی پائے، اور پھر بھی خدا فضل کرنے والا ٹھہرے۔

میں جانتا ہوں جب پہلی بار یہ سچائی میں نے سیکھی، میرا دل اُس سے مگن ہو گیا۔ میں نے کبھی کبھی ایسی کتابیں پڑھیں جنہوں نے مجھے رات بھر جگائے رکھا، یا ایسے خیالات پائے جن سے خوشی سے مچل اُٹھا؛ مگر اُس قدیم خیال کفارہ کو جب جانا اے صاحبو، یہ میری زندگی کا روشن ترین دن تھا کہ خداوند نے ہم سب کی بدکاری اُس پر ڈال دی۔

جاگتی ہوئی رُوح ہرگز گناہ کے ساتھ کھیل نہیں سکتی جیسا کہ تم میں سے بعض کرتے ہو، اور نہ یہ گمان رکھتی ہے کہ خدا گناہ کو بس یوں ہی معاف کر دے گا؛ بلکہ وہ جان لیتی ہے کہ خدا سزا دینے بغیر معاف نہیں کر سکتا۔ تب اس مشکل کا حل یہ نکلتا ہے کہ مسیح ایماندار کی جگہ سزا پاتا ہے، اور خدا عادل بھی ٹھہرتا ہے اور اُس پر ایمان لانے والے کو راستباز بھی ٹھہراتا ہے۔ یہ ایک اور قیمتی حقیقت ہے جو ہم میں سے بہتوں کو مسیح کی طرف کھینچ لائی ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ اوروں کو بھی کھینچے۔ یہاں گناہ کی معافی کا راستہ ہے، اور یہاں خدا تک رسائی کا راستہ ہے۔

اے بھائیو، ہم اپنے اندر بہت سی نااہلیاں پاتے ہیں۔ ہم کچھ درست نہیں کر سکتے، حتیٰ کہ ہم دعا بھی نہیں کر سکتے۔ کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ اگر ایک جہان بھی دے دیا جائے تو ہم ایک آنسو نہ بہا سکیں، جب کہ دل سخت ہے، توبہ پیدا نہیں ہوتی۔ مگر یہی مجھے مسیح کی طرف کھینچتا ہے، یہ جان کر کہ وہ مجھے ہر فضل دے سکتا ہے، کہ اُس میں سب کمالات کی معموری ہے، کہ اُس کا روح ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے، اور جیسا میں زخمی، شکستہ، گناہ سے بیمار، سخت دل، سرد مائل اور مُردہ ہوں، مسیح آ کر میرے حال سے ملاقات کرتا ہے۔

اور پھر اکثر ایک جاگتی ہوئی جان میں یہ خوف ابھرتا ہے، "کیا میں آخر تک قائم رہوں گا؟ اگر میں مسیحی زندگی شروع کروں، تو کیا اختتام تک پہنچوں گا؟ کیا آزمائش مجھے بہکا نہ دے گی؟" تب مسیح فرماتا ہے، "چونکہ میں زندہ ہوں، تم بھی زندہ رہو گے؛ میں اپنی بھٹیڑوں کو ہمیشہ کی زندگی دیتا ہوں، اور وہ ہرگز ہلاک نہ ہوں گی، اور کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا۔" اے مخلصا! یہ تو ریشمی رشتہ ہے جو ہمیں تیری طرف کھینچتا ہے۔ کیا کبھی اس سے بڑھ کر کشش ہوئی کہ سب مسیح میں محفوظ ہیں؛ ربوڑ کے بڑے، سب سے کمزور، سب محفوظ؛ شدید خواہشوں والا شخص، سخت گناہوں میں گرا ہوا سب محفوظ جب ایک بار وہ اپنے آپ کو مسیح کے سپرد کر دے۔ تب ہم سب کہہ سکتے ہیں، "میں جانتا ہوں کہ کس پر ایمان لایا ہوں،" اور یہ بھی یقین ہے کہ وہ اُس امانت کو اُس دن تک محفوظ رکھنے پر قادر ہے۔

مگر کبھی یہ خیال آتا ہے، "اُہ! مگر مرنا کیسا ہوگا؟" موت کی وہ گھڑی کیسی ہیبت ناک دکھتی ہے! اور درحقیقت، مرنا کبھی کھیل نہیں، اُس انجانی اور اُن دیکھی وادی میں گزر جانا، ننگی جان کا بدن کو پیچھے چھوڑ دینا کہ کیڑے اُس کا رزق ہوں۔ سب سے بہادر انسان بھی یہاں زرد پڑ سکتا ہے۔ مگر اے، مسیح کی کشش یہ ہے، "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ کبھی نہ مرے گا؛" اگرچہ مر بھی جائے، تو بھی جنے گا۔

اے جی اُٹھنے کا خیال! اے یہ جاننا کہ موت اب سزا کا فرمان نہیں، بلکہ آسمان میں داخلے کا دروازہ ہے؛ یہ یقین کہ یسوع مرنے کا بستر"

ریشمی تکیوں کی مانند نرم کر دے گا

جب ہم اپنا سر اُس کے سینہ پر رکھیں گے

— "اور اپنی جان شیریں طور پر وہاں سپرد کریں گے

یہ امید کہ وہ آ کر ہم سے ملاقات کرے گا، اور ہماری رُوح اُس کے پہلو بہ پہلو لوہے کے پھاٹک سے گزرے گی، اور لبوں پر نغمہ ہوگا، اور قبر کے دروازوں کے پاس سے گزرتے وقت کوئی خوف نہ ہوگا۔

اے بھائیو، یہی ہمیں مسیح کی طرف بلاتا ہے، یہی ہمیں اُس کے ساتھ باندھتا ہے، یہی ہمیں مسحور کرتا ہے؛ یہی وہ ایمان ہے جو ہمیں سنبھالے رکھتا ہے، جو ماضی کو مٹا دیتا ہے، حال کو روشن کرتا ہے، اور مستقبل کو اُس جلال کی امید سے منور کرتا ہے جو ظاہر ہونے والا ہے۔

اے سننے والے، اگر تُو نے مسیح کو کبھی نہ پایا، کیا تُو اُس کی آرزو نہیں رکھتا؟ اے انسان، اگر مسیح تیرا ہے تو آسمان بھی تیرا ہے۔ اے انسان، اگر تُو مسیح پر ایمان لائے تو آج ہی تیرے گناہ تیرے لیے معاف ہوں گے، تُو خُدا کا فرزند اور حیاتِ جاوید کا وارث ہو جائے گا۔ کیا تُو نجات دہندہ نہیں چاہتا؟ کیا تُو اُس سے نہیں مانگے گا؟ اُہ! اب ہی اپنے آپ کو اُس کے حوالہ کر دے جو تیرے لیے بخشا گیا، جو اب تجھ پر اپنی محبت کی رسی ڈال کر تجھے اپنے مذبح سے باندھنا چاہتا ہے! خُدا اپنی لامحدود ارحمت میں یہ بخشش فرمائے کہ انجیل کے جاذبِ اسرار ہم سب پر آشکار ہوں

— اور اب، آخری بات یہ ہے

III

نتیجہ کیا ہوا؟

جو پہلے سننے کو کھینچے گئے، جیسا کہ دوسری آیت میں ہے، ”انہیں اور بھی برکت ملی۔ فریسیوں نے یہ نہ کہا، ”یہ آدمی گنہگاروں کو وعظ کرتا ہے،“ بلکہ یہ کہا، ”یہ آدمی گنہگاروں کو قبول کرتا ہے اور اُن کے ساتھ کھاتا ہے۔“ یہ بڑی برکت ہے کہ انجیل گنہگاروں کو سنائی جائے، مگر اہ! اُس سے کہیں بڑی برکت یہ ہے کہ گنہگاروں کو قبول کیا جائے، اور وہ مسیح کے ساتھ کھائے بیٹھیں۔ فریسیوں نے یہ ذکر نہ کیا جو ذکر ہونا چاہیے تھا، کہ جب مسیح گنہگاروں کو قبول کرتا ہے تو اُسے وہ گنہگار ہی نہ رہنے دیتا۔

یہ کوئی عار نہیں کہ لندن کے کسی مشہور طبیب کے حق میں کہا جائے، ”سنا ہے کہ اُس کے پاس شہر کے نہایت خوفناک مریض آتے ہیں، میں نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا جسے مہلک سرطان تھا، ایک اور کو دیکھا جو مرگی کا مریض تھا، ایک کو دیکھا جو جذام زدہ تھا اور اُسے اُس طبیب کے گھر لے آیا گیا۔“ کیا یہ اُس طبیب کے لیے باعث ننگ ہے؟ ہرگز نہیں، جناب! اصل سوال یہ ہے کہ وہ کیسے واپس گئے؟ جب اُس کے علاج کا اثر ہوا تو وہ کیا تھے؟ مریض جیسے بھی ہوں، شفاخانے پر یہ ننگ نہیں بلکہ حکمتِ طبیب کی عزت ہے۔

اسی طرح یہ سچ ہے کہ مسیح گنہگاروں کو قبول کرتا ہے، مگر پہلے وہ انہیں توبہ کرنے والے گنہگار بناتا ہے، انہیں ایماندار گنہگار بناتا ہے، اُن کی سرشت بدل دیتا ہے، بے کوہ و بے کورے کو فاختہ بنا دیتا ہے، اور جب اُن کے گناہ دھو کر اُن کی طبیعت بدل دیتا ہے تو انہیں اپنے دوستوں میں شمار کرتا ہے۔

مسیح کے نزدیک ترین وہی ہیں جو اُس کے خون سے دھلے ہوئے گنہگار ہیں۔ وہ انہیں اپنے شاگردوں میں لیتا ہے۔ اُس کے قدموں پر وہی بیٹھ سکتا ہے جو پہلے اُس کے خون میں دھل چکا ہو۔ پھر وہ انہیں اپنے خادم بناتا ہے۔ وہی اُس کی خدمت کر سکتا ہے جس کی پہلے اُس نے خدمت کی ہو۔ تو اُس کے جوتے کا تسمہ نہ کھول سکتا جب تک کہ وہ تیرے پاؤں نہ دھوئے۔ پھر وہ ایسے گنہگاروں کو اپنا سفیر بنا کر انجیل سنانے بھیجتا ہے۔ مگر اُس وقت تک نہیں بھیجتا جب تک کہ وہ اُسے دل میں نجات دہانے کی انجیل کے طور پر قبول نہ کریں۔ ”یہ آدمی گنہگاروں کو قبول کرتا ہے۔“

اہ! کاش آج رات خُداوند اس عبادت خانہ میں سب سے بڑے گنہگار پر نظر ڈالے۔ اگر کوئی ایسا شخص یہاں ہو جو سارے قصبہ میں بدنام ہو۔ کاش خُدا اُسی کو چُن لے، کیونکہ بڑے مقدس کا خام مال اکثر بڑا گنہگار ہی ہوتا ہے۔ جب ابلیس نے سب سے بڑا گنہگار بنانا چاہا تو ایک رسول کو لیا، یعنی یہوداہ کو، اور اُسے ہلاکت کا فرزند بنا دیا۔ مگر جب مسیح نے سب سے بڑا منادی اور رسول چُنا تو سیدھا ابلیس کے لشکر میں گیا، ساؤلِ ترسی کو پکڑا اور اُسے پولس بنایا، جو جانوں کا زبردست جیتنے والا بنا۔

یہ آدمی گنہگاروں کو قبول کرتا ہے۔“ چور، شرابی، زانیہ۔ آج بھی انہیں قبول کرتا ہے، دھوتا ہے، بدلتا ہے، اپنی جماعت میں شامل کرتا ہے، بلند کرتا ہے، کوڑا کرکٹ سے اُٹھا کر شہزادوں کے درمیان بٹھاتا ہے۔ اے قادر اُقا! پھر سے یہ فضل کر، چاہے فریسی بڑبڑائیں اور متکبر تیرے نام پر بہتان باندھیں، ہم جو خود بھی گنہگار ہیں خوشی سے تالیاں بجائیں گے، تیری ”محبت کو مبارک کہیں گے اور تیرا فضل ابد الابد سراہیں گے۔“ یہ آدمی گنہگاروں کو قبول کرتا ہے۔

پھر اُنہوں نے کہا، ”اور اُن کے ساتھ کھاتا ہے۔“ ہاں، ایک رُوحانی معنی میں یہ آج رات پھر ہو گا، کیونکہ یہ میز۔ خُداوند کی میز۔ خاص طور پر اُسی کی ہے۔ اِس میز پر کوئی نہ آئے جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو، کیونکہ اُسے خوش آمدید نہ ملے گی۔ جو اپنے آپ کو گنہگار نہ جانتا ہو، وہ بھی نہ آئے، کیونکہ اُسے خوش آمدید نہ ملے گی۔ اگر کوئی نیک کاموں سے بھرا اور اپنی ”نیکوں میں مالا مال ہے تو نہ آئے، کیونکہ ”وہ بھوکوں کو نیک چیزوں سے بھرتا ہے، مگر دولت مندوں کو خالی بھیج دیتا ہے۔“

اگر کوئی کمزور اور فروتن دل کی بندی یہاں ہے تو آئے، کیونکہ اُس نے اپنی بندی کی پستی کو یاد کیا ہے۔ مگر جو اپنے آپ میں بڑے اور زبردست ہیں، وہ کنارے کھڑے رہیں اور سنیں، ”اُس نے زبردستوں کو اُن کے تخت سے گرا دیا اور پستوں کو بلند کیا۔“ یہ میز گنہگاروں کے لیے بچھی ہے۔ خون سے دھلے ہوئے، مگر پھر بھی گنہگار۔

میں اکثر محسوس کرتا ہوں، اے بھائیو، کہ میں صلیب پر اور کسی طور نہیں آ سکتا مگر گنہگار کی مانند۔ ایک مثال یاد آتی ہے۔ ایک بادشاہ روز ضیافت لگاتا تھا، اور دو قسم کے لوگ وہاں آ سکتے تھے۔ بادشاہ کے دائیں بائیں خون کے شہزادے اور بڑے امرا اپنی شان و شوکت میں بیٹھتے۔ میز کے دوسرے سرے پر بادشاہ کے حکم سے غریبوں کے لیے انواع و اقسام کے لذیذ کھانے بچھائے جاتے، اور کوئی بھی فقیر، بھوکا، ننگا وہاں آ سکتا تھا۔

ایک شہزادے نے اپنے جائیداد کے کاغذات اور اپنی پیدائش کا ثبوت کھو دیا۔ اُس نے کہا، ”شاید میں اصلی شہزادہ نہ ہوں بلکہ کسی اجنبی کا بچہ ہوں۔“ لہذا اُس نے شاہانہ لباس اُتار دیا اور غریبوں کا لباس پہن کر کہا، ”اگر شہزادے کی طرح نہیں جا سکتا تو فقیر کی طرح ضرور جاؤں گا، اور یوں کسی نہ کسی طرح بادشاہ کے خان سے کھاؤں گا۔“

اے بھائیو، میں نے اکثر ایسا ہی کیا ہے۔ جب شک و خوف غالب ہوں تو اگر مسیح تمہیں مقدس کی طرح نہ لے، تو گنہگار کی طرح آؤ، کیونکہ ”یہ آدمی گنہگاروں کو قبول کرتا ہے اور اُن کے ساتھ کھاتا ہے۔“

سالہا سال پہلے ایک کان کا دبانہ گر کر بند ہو گیا، مزدور پھنس گئے۔ مرنے کی تیاری میں وہ دعا کرنے لگے۔ ایک بوڑھے کان کن کو یاد آیا کہ ایک پرانا راستہ ہے، تنگ، کیچڑ آلود، مگر روشنی تک لے جاتا ہے۔ وہ اُسی پر چل پڑے، گھٹتوں کے بل رینگے، مگر آخر کار دن کی روشنی میں نکل آئے۔

اے بھائیو، جب تمہیں سیدھا آسمان کا راستہ نہ ملے تو یہ پرانا راستہ یاد رکھو—توبہ کے آنسوؤں سے تر، مگر شیطان بھی اُسے بند نہیں کر سکتا۔ اگر مقدس کی طرح نہ آ سکو، گنہگار کی طرح آؤ؛ اگر فضل نہیں، فضل پانے کے لیے آؤ؛ اگر ایمان نہیں، ایمان پانے کے لیے آؤ—کیونکہ ”یہ آدمی گنہگاروں کو قبول کرتا ہے اور اُن کے ساتھ کھاتا ہے۔“ کاش یہ مُبارک شخص آج رات ہمارے ساتھ کھائے۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ اسپرژن
لوقا 15: 11-32

آیات 11-13

اور اُس نے کہا، ایک شخص کے دو بیٹے تھے۔ اور اُن میں سے چھوٹے نے اپنے باپ سے کہا، اے باپ! جو حصہ میرے مال کا مجھ کو پہنچتا ہے، وہ مجھے دے۔ سو اُس نے اپنی روزی اُن میں تقسیم کی۔ اور چند روز بعد چھوٹے بیٹے نے سب کچھ سمیٹا اور دُور کے ملک کو روانہ ہوا، اور وہاں عیاش زندگی میں اپنا سب کچھ اڑا دیا۔ یہ اُس کی ناشکری تھی کہ اپنے باپ کو چھوڑا، اور نہایت بیوقوفی تھی کہ اپنے باپ کا مال بُری راہ میں ضائع کیا۔

آیت 14

اور جب سب کچھ خرچ کر چکا، تو اُس ملک میں سخت قحط پڑا، اور اُسے احتیاج محسوس ہوئی۔ گنہگار کا سب کچھ ایک دن ختم ہو جائے گا۔ گناہ کی لذت فقط چند روز کی ہے۔ جسم کا زور ایک دن ٹوٹ جائے گا، اور دُنیا کے باغ کے پھول ایک دن مَر جھا جائیں گے۔ آدمی چاہے سمجھے کہ اُس کے پاس خوشی کی ابدیت ہے، مگر اگر وہ جسم سے اُسے ڈھونڈے گا، تو وہ فقط گھڑی بھر کو ہو گی۔

آیت 15

پس وہ جا کر اُس ملک کے ایک باشندہ سے جا ملا، اور اُس نے اُسے اپنے کھیتوں میں بھیجا کہ خنزیر چرائے۔ دُنیا کے بہترین سہارے بھی انسان کو رسوا کر دیتے ہیں، جیسے یہودی کے لئے خنزیر چرانا ذلت کی بات تھی، اُسی طرح دُنیا کی راحتیں بھی انسان کی رُوح کو پست کر دیتی ہیں۔

آیت 16

اور وہ چاہتا تھا کہ جو پھلیاں خنزیر کھاتے تھے، اُن ہی سے اپنا پیٹ بھر لے، مگر اُسے کوئی نہ دیتا تھا۔ اب وہ لاڈلا بیٹا ذلت کی انتہا کو پہنچا۔ وہ خنزیر کے ساتھ رہنے پر مجبور تھا، اور اُن کی خوراک کو ترستا تھا، مگر اُسے نصیب نہ تھی۔ گناہ کا پُورا احساس رکھنے والا انسان بھی بعض اوقات پرندوں یا رینگنے والے جانوروں سے حسد کرتا ہے کہ وہ گناہ گار نہیں۔

آیات 17-20

جب اُسے ہوش آیا تو کہنے لگا، میرے باپ کے کتنے ہی نوکر ایسے ہیں جن کے پاس روٹی کی فراوانی ہے، اور میں یہاں بھوک سے مر رہا ہوں! میں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤں گا، اور اُس سے کہوں گا، اے باپ! میں نے آسمان کے خلاف اور تیرے حضور گناہ کیا ہے، اور اب اس لائق نہیں رہا کہ تیرا بیٹا کہلاؤں؛ مجھے اپنے نوکروں میں سے ایک کی مانند رکھ لے۔ پس وہ اُٹھا اور اپنے باپ کے پاس آیا۔ لیکن جب وہ ابھی دُور ہی تھا، تو اُس کے باپ نے اُسے دیکھا۔ یہ تھیں رحمت کی آنکھیں۔ اور اُس پر ترس کھایا۔

یہ تھا رحمت کا دل۔
—اور دوڑ کر گیا
یہ تھیں رحمت کی ٹانگیں۔
—اور اُس کے گلے میں لیٹ گیا
یہ تھے رحمت کے اعمال۔
—اور اُسے بوسہ دیا
یہ تھیں رحمت کے ہونٹ۔

آیات 21-22

بیٹے نے اُس سے کہا، اے باپ! میں نے آسمان کے خلاف اور تیرے حضور گناہ کیا ہے، اور اب اس لائق نہیں کہ تیرا بیٹا
—کہلاؤں۔ مگر باپ نے اپنے نوکروں سے کہا
یہ تھیں رحمت کے الفاظ، اور سراسر رحمت کے عجائبات۔
سب سے اچھا لباس لے آؤ اور اُس پر پہنا دو، اور اُس کے ہاتھ میں انگوٹھی اور پاؤں میں جوتے پہنا دو۔

آیات 23-25

اور فریہ بچھڑا لا کر ذبح کرو، اور ہم کھائیں اور خوشی کریں، کیونکہ میرا یہ بیٹا مُردہ تھا اور جی اُٹھا ہے، گم ہو گیا تھا اور
—مل گیا ہے۔ پس وہ خوشی کرنے لگے۔ اور اُس کا بڑا بیٹا کھیت میں تھا
یہی وہ جگہ ہے جہاں یہ حد سے زیادہ نیک بڑے بیٹے اکثر پائے جاتے ہیں، خدمت میں مصروف مگر باپ کی حضوری میں
نہیں۔

آیات 25-27

جب وہ گھر کے قریب آیا تو گانے اور ناچ کی آواز سنی۔ اور ایک نوکر کو بلا کر پوچھا، یہ کیا ماجرا ہے؟ اُس نے کہا، تیرا
—بھائی آ گیا ہے، اور تیرے باپ نے فریہ بچھڑا ذبح کیا ہے کیونکہ اُسے صحیح و سالم پا لیا ہے۔ تب وہ غصہ ہوا
وہ نہ چاہتا تھا کہ فریہ بچھڑا ذبح کیا جائے۔ اگر اُس کا آوارہ بھائی پچھلے دروازے سے آ کر نوکروں کے ساتھ کھا لیتا تو اُسے
کافی تھا، مگر اُسے برابر کا درجہ دینا اُس کے لئے ناقابلِ برداشت تھا۔

آیت 28

سو وہ اندر نہ جانا چاہتا تھا، اِس لئے اُس کا باپ باہر آ کر اُسے منانے لگا۔
باپ کی شفقت دیکھو! وہی باہیں جو گنہگار کو لپٹا لیتی ہیں، خود پسند کو بھی گلے لگانے کو تیار ہیں۔

آیت 29

اُس نے جواب میں کہا، دیکھ! میں کئی برس سے تیری خدمت کرتا آیا ہوں، اور کبھی تیرا حکم نہ توڑا، مگر تُو نے کبھی مجھے
ایک بکری کا بچہ بھی نہ دیا کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ خوشی کرتا۔
ایسا شخص شریعت کے نیچے ہوتا ہے، اور شریعت کے نیچے رہنے والے کبھی حقیقی خوشی نہیں کرتے۔

آیات 30-32

لیکن جب یہ تیرا بیٹا آیا، جس نے تیری روزی کسبیوں کے ساتھ کھا لی، تو تُو نے اُس کے لئے فریہ بچھڑا ذبح کیا۔ باپ نے کہا،
بیٹے! تُو ہمیشہ میرے ساتھ ہے، اور جو کچھ میرا ہے وہ تیرا ہے۔ لیکن ہمیں خوش ہونا اور شادمان رہنا واجب تھا، کیونکہ تیرا یہ
بھائی مُردہ تھا اور جی اُٹھا ہے، گم ہو گیا تھا اور مل گیا ہے۔